نقد و استدراک

نور محمدی کی اساطیری اختراع پردازی

——— پروفیسر سید احتشام احمد ندوی

صوفیۂ کرام اور مبتدعینِ امت نے صدیوں سے نور محمدی کا ایک اساطیری ہالہ بنا رکھا ہے۔ انھوں نے نور محمدی کے بارے میں طرح طرح کی جھوٹی حدیثیں بیان کرکے پورا ایک نظام تیار کردیا ہے۔ صوفیہ نے اس تصور کو خوب اچھالا اور بڑھایا ہے اور اہلِ بدعت نے اس پر نئی نئی عمارتیں تعمیر کی ہیں۔ لیکن امت کے محققین اور اصحابِ علم و دانش بھی اس طرح کی باتیں لکھنے لگیں تو یہ چیز موجبِ حیرت ہے اور باعثِ افسوس بھی۔ سہ ماہی تحقیقاتِ اسلامی کے شمارہ اپریل- جون ۲۰۱۰ء میں 'نبوت محمدی کی آفاقیت' اور شمارہ جولائی- ستمبر ۲۰۱۰ء میں 'نور محمدی کا دینی و تاریخی استناد' کے عنوان سے پروفیسر محمد یٰسین مظہر صدیقی کے مقالات شائع ہوئے ہیں۔ ان میں انھوں نے نور محمدی کو ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ اول الذکر مقالہ میں انھوں نے 'نبوت محمدی' کے وجوب و ثبوت سے متعلق لکھا ہے:

''رسول اکرم ﷺ کی نبوت و رسالت کے وجوب کا اولین مرحلہ علم و ارادۂ الٰہی نے طے کردیا تو دوسرا مرحلہ آیا۔ صوفیائے کرام اور دوسرے علمائے باطن و عارفینِ حقیقت نے اسے نورِ محمدی، حقیقت محمدی / احمدی جیسی تعبیرات سے ظاہر کیا ہے۔ تکوینی امور و مظاہر کی منتقلی ارادہ و علم الٰہی سے حضرت آدمؑ کی تخلیق کے ساتھ ان کی صلبِ مبارک میں بہ شکل نور محمدی ہوئی۔ صلبِ آدم سے پشت در پشت انبیاء کرام کی اصلاب میں منتقل ہوتی ہوئی حضرت ابراہیمؑ تک پہنچی اور صلبِ ابراہیمی سے وہ حضرت اسمٰعیلؑ کی صلب میں منتقل ہوئی اور ان سے یکے بعد دیگرے اجداد نبوی کو ودیعت ہوتی رہی، تا آں کہ وہ والد ماجد جناب عبداللہ بن عبدالمطلب ہاشمی کی پشت سے والدۂ ماجدہ بی بی آمنہ بنت وہب زہری کے 'رحم مادر' میں نور بن کر اتری''۔ (ص ۱۵-۱۶)

اس پر مدیر محترم نے یہ نوٹ لگایا: ''اس طرح کی صوفیانہ یا فلسفیانہ تعبیرات کے لیے کوئی مضبوط سند نہیں ہے۔ یہ ذوقی چیز ہے۔ اس کی کوئی دینی یا تاریخی حیثیت نہیں ہے۔ اسے اسی حیثیت سے دیکھنا چاہیے'' (ص ۱۶، حاشیہ) تو اس کے رد میں بہ طور استدراک پروفیسر صدیقی نے دوسرا مقالہ لکھا، جس میں اس تصور کے محض ذوقی ہونے کا رد کرتے ہوئے اسے کتاب وسنت اور تاریخ وسیرت سے مدلّل بتایا۔ انھوں نے تحریر کیا ہے:

''نور محمدی، حقیقت محمدی اور نبوت محمدی کی مختلف اصطلاحات وتعبیرات اہل طریقت میں زیادہ معروف ومقبول ہیں۔ متعدد اکابر صوفیہ نے، جو اسرار دین سے واقف اور کتاب وسنت کے متبحّر تھے، ان کا ذکر اور ان پر بحث ومباحثہ محض ذوق و وجدان کی بنا پر نہیں کیا ہے اور نہ صرف واہی تباہی روایات کی بنا پر۔ فکر وفلسفہ اور ذوق ووجدان سے زیادہ ان کا انحصار کتاب وسنت اور تاریخ وسیرت کے شواہد پر ہے''۔ (ص ۸۰)

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ پروفیسر یٰسین مظہر صدیقی کی اس بحث کا جائزہ لیا جائے اور دیکھا جائے کہ انھوں نے اس کے اثبات کے لیے جو دلائل دیے ہیں وہ کتنے وزنی ہیں:

(۱) ڈاکٹر صاحب نے ایک خلطِ مبحث یہ کیا ہے کہ نور محمدی، حقیقت محمدی اور نبوت محمدی کو ایک ہی چیز کی مختلف تعبیریں قرار دیا ہے، حالاں کہ ان میں بہت فرق ہے۔ نور ایک چیز ہے اور نبوت دوسری چیز۔ انھوں نے ان تمام آیتوں اور حدیثوں کو، جو آں حضرت ﷺ کی نبوت کے بارے میں ہیں، نور محمدی کے اثبات میں پیش کیا ہے، حالاں کہ ان میں صرف آپؐ کی نبوت کا ذکر ہے، نور کا کوئی ذکر نہیں ہے۔

(۲) ڈاکٹر صاحب نے قرآنی وتفسیری شواہد میں آیت **اَللّٰہُ أَعْلَمُ حَیْثُ یَجْعَلُ رِسَالَتَہُ** (الانعام-۱۲۴) ''اللہ خوب جانتا ہے کہ اپنی نبوت کس کو عطا فرمائے'' پیش کی ہے اور اس پر بہت تفصیل سے بحث کی ہے۔ (ص ۸۰-۸۲) لیکن اس میں رسالتِ محمدی کا تذکرہ ہے، نور محمدی کا ہرگز ذکر نہیں ہے۔ اسی طرح انھوں نے ایک دوسری آیت: **إِنَّ اللّٰہَ اصْطَفَی آدَمَ وَنُوحاً وَآلَ إِبْرَاهِیْمَ وَآلَ عِمْرَانَ عَلَی الْعٰلَمِیْنَ** (آل عمران: ۳۳) ''اللہ نے پسند کیا آدم کو اور نوح کو اور ابراہیم کے گھر کو اور عمران کے گھر کو سارے جہان سے'' بھی نقل کی ہے۔ (ص ۸۲-۸۳) لیکن اس میں بھی کہیں نور محمدی

کا ذکر نہیں ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے نبوت کو 'نور' بنادیا۔ انھوں نے ساری بحث آں حضرت ﷺ کی نبوت سے متعلق کی اور اسے 'نورِ محمدی' پر چسپاں کر دیا۔

(۳) انھوں نے اپنے دعویٰ کے ثبوت میں متعدد احادیث بھی نقل کی ہیں، لیکن ان میں سے کسی میں بھی نورِ محمدی کا ذکر نہیں ہے۔ سب نبوت کی صراحت کرتی ہیں، اسی لیے ڈاکٹر صاحب کو بار بار کہنا پڑتا ہے کہ نورِ محمدی کہیے یا نبوتِ محمدی، دونوں ایک ہی ہیں۔ مثلاً صحیح مسلم کی حدیث ''**ان اللہ اصطفیٰ من وُلد ابراھیم اسمٰعیل ... واصطفانی من بنی ھاشم**'' نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

> ''صحیح مسلم کی حدیثِ شریف اور اس کی شرح سے بھی یہ ثابت ہوتا ہے کہ رسولِ اکرم ﷺ کا وجودِ عنصری، جسے نورِ محمدی کہیے یا حقیقتِ محمدی یا نبوتِ محمدی وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام تک حضرت آدم علیہ السلام سے ہی منتقل ہوا تھا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام سے آپ کے والد ماجد کے صلب میں اور وقتِ وجودِ عنصری میں آپؐ کی ذات میں آیا''۔ (ص۹۲)

اسی طرح حدیث ''**کنت اول النبیّین فی الخلق وآخرھم فی البعث**'' نقل کر کے فرماتے ہیں:

> ''اس حدیث صحیح کا واضح مطلب یہ ہے کہ رسول اکرم ﷺ کی نبوت خلق وتخلیق کے لحاظ سے اولین تھی اور ظاہر ہے کہ آپؐ کی حقیقت و وجود بھی تخلیقِ اولین تھی اور اسی کو نورِ محمدی کہا گیا ہے''۔ (ص۹۴)

خاتم النبیّین ﷺ کی فضیلت دیگر انبیاء پر متعدد صحیح احادیث سے ثابت ہے، لیکن اس میں نورِ محمدی کہاں سے آ گیا؟

(۴) نورِ محمدی سے متعلق بعض روایات، جو کتب حدیث وسیرت میں مروی ہیں، سب ضعیف، بلکہ موضوع ہیں۔ ان میں سے ایک حضرت جابرؓ سے مروی ہے۔ اس میں ہے کہ ایک مرتبہ انھوں نے اللہ کے رسول ﷺ سے عرض کیا: مجھے بتائیے کہ اللہ نے سب سے پہلے کس چیز کو پیدا کیا؟ آپؐ نے جواب دیا: ''اے جابر، اللہ نے تمام چیزوں سے قبل تیرے نبی کے نور کو اپنے نور سے پیدا کیا'' اسے نقل کر کے پروفیسر محمد سعود عالم قاسمی نے لکھا ہے:

''یہ روایت تفصیل سے المواہب اللدنّیۃ میں وارد ہوئی ہے، مگر یہ روایت صحیح نہیں ہے اور قصہ گو حضرات نے اس کو گھڑ لیا ہے''۔ (فتنۂ وضع حدیث اور موضوع احادیث کی پہچان، اسلامی اکیڈمی، لاہور، ص ۱۴۵)

المواہب اللدنیۃ میں مذکور یہ روایت نہ سند کے اعتبار سے ثابت ہے اور نہ درایت کے معیار پر پوری اترتی ہے۔ اس کے الفاظ یہ ہیں:

''قلت یا رسول الله، بابی انت و امّی، أخبرنی عن اول شئ خلقه الله تعالیٰ قبل الأشیاء، قال: یاجابر، ان الله تعالیٰ قد خلق قبل الاشیاء نور نبیّک من نوره، فجعل ذلک النور یدور بالقدرة حیث شاء الله تعالیٰ، ولم یکن فی ذلک الوقت لوح ولاقلم، ولا جنة ولانار، ولا ملک، ولاسماء ولا أرض، ولا شمس ولاقمر، ولا جنّی ولا إنسی، فلما أراد الله تعالیٰ أن یخلق الخلق قسّم ذلک النور أربعة أجزاء، فخلق من الجزء الأول القلم، ومن الثانی اللوح، ومن الثالث العرش، ثم قسّم الجزء الرابع أربعة أجزاء، فخلق من الاول حملة العرش، ومن الثانی الکرسی و من الثالث باقی الملائکة، ثم قسّم الجزء الرابع أربعة أجزاء، فخلق من الاول السمٰوٰت، ومن الثانی الأرضین، و من الثالث الجنّة والنار''۔

(میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں، مجھ کو مطلع فرمایئے کہ اللہ تعالیٰ نے سب چیزوں کو پیدا کرنے سے پہلے کیا چیز پیدا کی؟ حضور ﷺ نے فرمایا: اے جابر! بے شک اللہ تعالیٰ نے تمام چیزوں کی تخلیق سے پہلے تیرے نبی کا نور اپنے نور سے پیدا کیا، تو یہ نور اپنی روشنی پھیلاتا رہا، جہاں جہاں اللہ چاہتا تھا، اس وقت لوح وقلم اور جنت وجہنم کا وجود نہ تھا، نہ فرشتے، نہ آسمان، نہ زمین، نہ سورج، نہ چاند، نہ جن اور نہ انسان کی تخلیق ہوئی تھی، پھر جب اللہ نے مخلوق کی تخلیق کا ارادہ کیا تو اس نور کو اس نے چار اجزاء میں بانٹ دیا۔

پہلے جزء سے قلم، دوسرے جزء سے لوح، تیسرے جزء سے عرش کو پیدا کیا، اور چوتھے جزء کو چار حصوں میں بانٹ دیا۔ اس کے پہلے جزء سے ان فرشتوں کو پیدا کیا جو عرش اٹھائے ہوئے ہیں۔ دوسرے جزء سے کرسی کو، تیسرے جزء سے باقی فرشتوں کو پیدا کیا۔ چوتھے جزء کو پھر چار اجزاء میں تقسیم کردیا۔ پہلے جزء سے آسمان بنائے، دوسرے سے زمین اور تیسرے سے جنت وجہنم۔)

اس روایت کو سب سے پہلے قسطلانی (م۹۲۳ھ) نے اپنی کتاب المواہب اللدنیۃ میں نقل کیا ہے۔ بعد میں حلبی (م۱۰۴۴ھ) نے السیرۃ الحلبیۃ میں، عجلونی (م۱۱۶۲ء) نے کشف الخفاء میں اور مولانا اشرف علی تھانوی (م۱۳۶۲ھ/۱۹۴۳ء) نے نشر الطیب فی ذکر النبی الحبیب میں بیان کیا ہے، لیکن یہ روایت سراسر من گھڑت ہے۔ اس کی سند کا کچھ پتا نہیں اور متن کا جو کچھ حال ہے وہ واضح ہے۔ اس میں تخلیقِ اشیاء کی جو تقسیم در تقسیم کی گئی ہے وہ عجیب وغریب ہے۔

(۵) جو لوگ 'نورمحمدی' کا عقیدہ رکھتے ہیں وہ ساتھ ہی یہ عقیدہ بھی رکھتے ہیں کہ اس کی تخلیق اللہ تعالیٰ کے ذاتی نور سے ہوئی ہے، جب کہ یہ صراحتاً غلط اور باطل عقیدہ ہے۔ یہ سب تناسخ اور حلول کی شکلیں ہیں جو 'توحیدِ خالص' کی اسلامی تعلیم کے سراسر خلاف ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا نور حق ہے، لیکن اس سے نورمحمدی کے نکلنے کا ثبوت نہ کلام پاک میں ہے، نہ کسی صحیح حدیث میں، بلکہ یہ صوفیہ، مبتدعین اور گم راہ لوگوں کی ایجاد ہے۔ اس سلسلے میں مشہور عالمِ دین مولانا سید محمد داؤد غزنویؒ کے ایک مضمون سے ایک اقتباس نقل کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے۔ یہ مضمون ابھی کچھ عرصہ قبل سہ ماہی مجلّہ افکار عالیہ مئو کے جولائی تا دسمبر ۲۰۱۰ء کے شمارہ میں دوبارہ شائع ہوا ہے۔ مولانا فرماتے ہیں:

''یہ عقیدہ رکھنا کہ آں حضرت ﷺ اللہ تعالیٰ کے ذاتی نور سے پیدا ہوئے ... نہ صرف یہ کہ جہالت ہے، بلکہ صریح کفر ہے۔ اس کا معنیٰ یہ ہوا کہ ذاتِ الٰہی کا نور مادہ ہوا آپؐ کی پیدائش کا۔ گویا آپ ذاتِ الٰہی کے جزء سے ہیں۔ العیاذ باللہ۔ یہ عقلاً وشرعاً غلط ہے، کیوں کہ ذاتِ الٰہی کا نور مادّی نہیں ہوسکتا اور مجرّد من المادۃ کے لیے مادّیات کا مادہ

ہونا ممکن نہیں۔ جو لوگ اس باطل عقیدہ پر قائم ہیں کہ آپؐ اللہ تعالیٰ کے ذاتی نور سے پیدا ہوئے ان کا استدلال ایک لمبی روایت کے اس فقرہ سے ہے ''**ان اللہ تعالیٰ خلق قبل الاشیاء نور نبیّک من نورہ**'' پوری روایت قسطلانی نے کتاب المواھب اللدنیۃ میں ذکر کی ہے۔ قسطلانی نے یہ روایت مصنّف عبدالرزاق سے نقل کی ہے۔ [صفحہ کے نیچے یہ نوٹ ہے: ''مصنّف عبدالرزاق گیارہ جلدوں میں چھپ چکی ہے، لیکن یہ روایت اس میں کہیں نہیں ہے۔ یہ روایت بالکل بے سند اور بے اصل ہے''۔ ص ۲۹] حدیث کی سند نہ قسطلانی نے ذکر کی ہے اور نہ حضرت شارح زرقانی نے اس کی سند بیان کی ہے۔ اس لیے اصول محدثین کے مطابق جب تک اس کی سند معلوم نہ ہو اس کی صحت کے متعلق کچھ نہیں کہا جاسکتا۔ اور جب تک صحیح حدیث سند سے رسول اللہ ﷺ سے ثابت نہ ہو، اس پر کوئی عقیدہ مبنی نہیں ہوسکتا''۔ (ص ۲۹)

آگے مزید فرماتے ہیں:

''غرض جس قدر صحیح روایات اوّلِ خلق کے متعلق ہیں، کسی میں اس کا ذکر نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے اپنے نور سے نبی کا نور پیدا کیا۔ اس لیے یہ حدیث تمام صحیح احادیث کے خلاف ہے۔ ایک حدیث، جو واعظوں اور قصّہ خوانوں نے مشہور کر رکھی ہے کہ ''**اوّل ما خلق اللہ نوری**'' یہ محدثین کے نزدیک بالکل بے اصل، بلکہ موضوع ہے''۔ (ص ۳۱)

اس تفصیل سے ثابت ہوجاتا ہے کہ نور محمدی کی کوئی اصل نہیں ہے، اس کا تذکرہ جن روایات میں ملتا ہے، سب بے اصل اور من گھڑت ہیں۔ اس کا ذکر نہ قرآن میں آیا ہے نہ کسی صحیح حدیث میں، جب کہ نبوت محمدی ایک ثابت شدہ حقیقت ہے۔ نبوت محمدی اور نور محمدی دونوں کو خلط ملط کرنا علمی اعتبار سے درست نہیں ہے۔

☆☆☆

نوٹ: اس موضوع پر دونوں نقطہ ہائے نظر قارئین کے سامنے آگئے ہیں۔ اس لیے اس پر آئندہ مزید بحث ومباحثہ کی ضرورت نہیں محسوس ہوتی۔ (ادارہ)